سماجی رہنماؤں کے لیے قرآنی اسلوبِ زندگی
(تحقیقی مطالعہ)

سائرہ بتول

خلاصہ

بلا شبہ دین مبین اسلام اللہ تعالیٰ کا آخری و پسندیدہ دین ہے جو قیامت تک کے انسان کے لیے ہے اس دین نے انسانوں کو قرآن مجید جیسا دستورِ حیات دیا ہے۔ لیکن اس کے احکام کو معاشرے میں اجراء کرنے کے لیے محمد مصطفیٰ ﷺ اور آئمہ اطہار جیسے راہنما بھی دیئے ہیں جو ہر دور کے انسان کو راہِ ہدایت کی طرف راہنمائی کر رہے ہیں۔ میں نے بھی اس مقالے میں ایک بہترین راہنما کی خصوصیات کو "قرآنی اسلوب کے مطابق" ذکر کیا ہے کہ جس کی پیروی کے بغیر انسان صحیح اور غلط راہ کی تشخیص نہیں دے سکتا۔ ایک معاشرے کو بہتر اور اسلامی بنانے کے لیے قوانین کی ضرورت ہے اور قوانین کو اجراء کرنے کے لیے ایک رہبر کی ضرورت ہے اور قرآن نے اس کی شرائط بیان کی ہیں کہ رہبر خود کس طرح زندگی گزارے پس اگر رہبر اسلامی قوانین کی پاسداری کرے گا تو معاشرے میں اچھے نتائج نظر آئیں گے۔ اس مقالے میں قرآنی اسلوب زندگی کے مطابق راہنما کی خصوصیات اور اسلوب کی جمع آوری کی گئی ہے۔ یہ مقالہ دو ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں کلیات و مفاہیم شناسی کو بیان کیا گیا ہے جس میں الفاظ کے لغوی اور اصطلاحی معنیٰ کو ذکر کیا گیا ہے نیز اسلوب زندگی اور رہنما کی ضرورت کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ باب دوم میں اصل موضوع کو بیان کیا گیا ہے کہ جس میں رہنما کی قرآنی اسلوب زندگی اور راہنما کی خصوصیات: علم و بصیرت، تزکیہ نفس، اسوہ نمونہ عمل نیز صالح رہبری کے اثرات کو بیان کیا گیا ہے۔

اہم الفاظ: معاشرہ، قرآن، رہنما، اصول، دین

مقدمہ

هو الذى بعث فى الميين رسول منهم يتلوا عليهم اياته و يزكيهم و يعلمهم الكتاب و الحكمةوان كانوامن قبل لفى ضلال مبين[1]

[1] سورہ جمعہ آیہ ۲

وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں اس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاکیزہ کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے جب کہ اس سے پہلے یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے۔

تمام حمد و ثنا اُس خالق کائنات کے لیے جس تک مدح کرنے والوں کی رسائی نہیں، اُس کی نعمتوں کو گننے والے گن نہیں سکتے۔

خداوند متعال نے انسان کو اجتماعی موجود بنایا ہے یعنی انسان کے لیے اجتماع کے بغیر زندگی بسر کرنا مشکل ہے۔ انسان کی اجتماعی نظام زندگی کو خلل سے بچانے کے لیے کچھ اصول و قوانین کا ہونا ضروری ہے کیونکہ ہر انسان کو اپنے مفادات کی فکر ہوتی ہے لہذا قوانین کے ساتھ ان کے اجراء کے لیے کسی حاکم کا ہونا بھی ضروری ہے۔

بلاشبہ دین مبین اسلام اللہ تعالیٰ کا آخری و پسندیدہ دین ہے جو قیامت تک کے انسان کے لیے ہے اس دین نے انسانوں کو قرآن مجید جیسا دستورِ حیات دیا ہے۔ لیکن اس کے احکام کو معاشرے میں اجراء کرنے کے لیے محمد مصطفیٰ ﷺ اور آئمہ اطہار جیسے راہنما بھی دیئے ہیں جو ہر دور کے انسان کو راہِ ہدایت کی طرف راہنمائی کر رہے ہیں۔ میں نے بھی اس مقالے میں ایک بہترین راہنما کی خصوصیات کو "قرآنی اسلوب کے مطابق" ذکر کیا ہے کہ جس کی پیروی کے بغیر انسان صحیح اور غلط راہ کی تشخیص نہیں دے سکتا۔ لہذا ہمارے لیے ضروری ہے کہ اپنی زندگی کے ہدف کو پہچاننے اور کمال تک رسائی حاصل کرنے کے لیے اپنے آئیڈیل کو بہتر طریقے سے پہچانیں اور اس کی پیروی کریں تاکہ ہماری زندگی بہتر ہو سکے۔

باب اول: کلیات و مفاہیم

بحث اول: معاشرے کا تعارف

مطلب اول: لغوی معنی: معاشرے کو عربی زبان میں جامعہ کہا جاتا ہے۔ اس کی اصل (جمع) ایک شئے کے دوسری شئے کے ساتھ مل جانے پر دلالت کرتی ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ جمعت الشئی میں نے شئے کو جمع کیا ہے اور اسی طرح روز جمعہ کو بھی لوگوں کے اجتماع کی وجہ سے جمعہ کہا جاتا ہے۔[1] باہم مل جل

[1] ۔ حسن مصطفوی، التحقیق فی کلمات القرآن الکریم، ج ۲، ص ۱۲۶

کر رہنا، انسانی ماحول، جماعتی زندگی جس میں ہر فرد کو رہنے سہنے اور اپنی ترقی و بہبود کے لیے دوسروں سے واسطہ پڑتا ہے، سماج اور ہے۔ الجَامِعَۃ: تعلق، رابطہ اور وہ زیور جو ہاتھوں پہ چپک جائے، ایک ساتھ رہنے کو اور یونیورسٹی کو بھی جامعہ کہا جاتا ہے۔[1]

مطلب دوم: اصطلاحی معنیٰ: انسانوں کی وہ خاص حالت جس کی بنا پر وہ مشترکہ قانونی زندگی گزارتے ہیں۔[2]

انسانوں پر مشتمل وہ جماعت جو خاص قوانین، خاص آداب و رسوم اور خاص نظام کی حامل ہو اور انہی خصوصیات کے باعث ایک دوسرے سے منسلک اور ایک ساتھ زندگی گزارتی ہو معاشرہ کہلاتی ہے دوسرے لفظوں میں معاشرہ انسانوں کے اس مجموعے کا نام ہے جو ضرورتوں کے جبری سلسلے میں اور عقائد، نظریات اور خواہشات کے زیر اثر ایک دوسرے میں مدغم ہیں اور مشترکہ زندگی گزارتے ہیں۔[3] معاشرہ اس اجتماع سے عبارت ہے جس میں لوگ مشترک زمین میں مشترک سیاسی اقتدار میں ایک ہی ثقافت کے تحت زندگی گزار رہے ہوں۔

بحث دوم: راہنما کا تعارف

مطلب اول: لغوی معنیٰ:

راہ اور نما سے مل کر بنا ہے، جس کا مطلب ہے، راستہ دکھانے والا اور منزل تک پہنچانے والا۔

مطلب دوم: اصطلاحی معنیٰ:

راہنما اگرچہ راہنمائی کے پیش نظر ممکن ہے مختلف چیزوں کو شامل ہو۔ جس میں انسان سے لے کر دیگر علامات، اشارے، الفاظ شامل ہوں۔ جبکہ لغوی اور تفسیری کتابوں میں موجود نکات اور قرائن کے پیش نظر راہنما سے مراد وہ شخص ہے جو کسی کی راہنمائی کرے اور کسی متحیر کو حیرانی سے نکالے اور اس کو منزل مقصود تک لے جانے والے راستے پر گامزن کرے۔ اور جہاں تک انسانی

---

[1]۔ فؤاد افرام بستانی، فرہنگ ابجدی، (مترجم: رضا مہیار)، (تہران: انتشارات اسلامی، بی تا) ص۲۸۶۔

[2]۔ عبد اللہ جوادی آملی، جامعہ در قرآن، ص۲۶۔

[3]۔ مرتضیٰ مطہری، تاریخ اور معاشرہ، (لاہور: شہید مطہری فاونڈیشن، بی تا،) ص۱۰۔

معاشرے سے مربوط وہ یہ ہے کہ راہنما کی ضرورت اس کی اہم ترین ضروریات میں سے ہے، کیو نکہ راہنما کے بغیر ہدایت ممکن نہیں ہے۔[1]

بحث سوم: قرآن کا مختصر تعارف

قرآن مجید وہ واحد کتاب ربانی ہے، جو کسی خاص طبقہ اور گوشہ یا کسی خاص قوم و نسل کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ تمام بنی نوع انسان کے رشد وہدایت کی ضامن ہے۔

قرآن کی خصوصیات قرآن کی نظر میں

۱۔ شک و شبہ سے بالا: قرآن ایسی کتاب ہے جس میں کسی طرح کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ ۛ فِيهِ ۛ هُدًى لِلْمُتَّقِينَ[2]

یہ کتاب، جس میں کوئی شبہ نہیں، ہدایت ہے تقویٰ والوں کے لیے۔

اس لیے کہ یہ کتاب اس کی طرف سے نازل ہوئی ہے جو خود ان چیزوں سے منزہ ہے جبکہ دنیا میں کوئی ایسی کتاب نہیں ملے گی جو ہر قسم کے شک و شبہ سے خالی ہو۔

۲۔ اختلافات سے دور: قرآن ایسی کتاب ہے جس میں کسی قسم کا اختلاف نہیں ہے۔

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ ۚ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا[3]۔

کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے؟ اور اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو یہ لوگ اس میں بڑا اختلاف پاتے۔

۳۔ باطل کی گنجائش کا نہ ہونا: ایسی کتاب ہے جس میں باطل کے لیے کسی قسم کی راہ نہیں ہے۔

لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ۖ تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ[4]

---

[1]۔ محسن قرائتی، (مترجم: مجیب الحسن نقوی)، تفسیر نور، (لاہور: مصباح القرآن ٹرسٹ، ۲۰۱۵ء) ج۱، ص ۲۴۴۔

[2]۔ بقرہ ۲۔

[3]۔ نساء ۸۲

[4]۔ فصلت۔۴۲

باطل نہ اس کے سامنے سے آ سکتا ہے اور نہ پیچھے سے، یہ حکمت والے اور لائق ستائش کی نازل کردہ ہے۔

۴۔ زندہ وجاوید ہونا: ایسی کتاب ہے جو ابدی ہے اور قیامت تک قائم ودائم ہے۔ امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں:

خداوند متعال نے قرآن کو ہر زمانہ اور تمام لوگوں کے لیے نازل کیا ہے یہ قرآن ہر زمانے میں نیا اور ہر قوم کے نزدیک تازہ ہے اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔[1]

۵۔ ہمیشہ تازہ اور نیا رہنا: ایسی کتاب ہے جو پڑھنے اور سننے سے کبھی بھی پرانی نہیں ہوتی۔ امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں:

قرآن زمانے کے گزرنے کے ساتھ قرآن دن، رات، سورج اور چاند کی طرح ہمیشہ جاری ہے پرانا نہیں ہوتا اور نہ زبانوں پر اس کے تکرار کرنے سے لوگ تنگ آ جاتے ہیں۔[2]

بحث چہارم: اسلوبِ زندگی سے مراد:

انسانوں کے زندگی گزارنے کے مختلف طریقے ہیں۔ بعض لوگ قرآن کے مطابق زندگی گزارتے ہیں اور بعض لوگ دنیا کے اور بعض آخرت کے مطابق زندگی گزارتے ہیں۔

ا: قرآن اور الٰھی زندگی

قرآن اللہ کی آخری کتاب ہے جو جامع، کامل اور ہمہ گیر ہے اور اس کتاب میں انسان کی زندگی کے تمام پہلوؤں کی طرف پوری طرح سے رہنمائی کی گئی ہے۔ وہ چیزیں جو ہدایت سے متعلق ہیں، جیسے مبداء، معاد، نیک اخلاق، الٰھی شریعت، اور موعظہ سے متعلق حقیقت کے معارف، جن کی طرف لوگوں کو ہدایت اور رہنمائی کرنے کی ضرورت ہے، سب قرآن مجید میں موجود ہیں۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً ۖ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ[1]

---

[1]۔ عیون اخبار الرضا، شیخ صدوق، ج۱، ص ۹۳

[2]۔ مسند امام رضا، شیخ عزیز اللہ عطاردی، ج۱، ص۳۰۹

جو نیک عمل کرے خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو تو ہم اسے پاکیزہ زندگی ضرور عطا کریں گے اوران کے بہترین اعمال کی جزامیں ہم انہیں اجر (بھی) ضرور دیں گے۔[1]

دنیامیں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جواس دنیاکو آخرت کے لیے ایک پلیٹ فارم سمجھتے ہیں اس لیے ایسی زندگی گذارتے ہیں کہ آخرت میں کامیابی نصیب ہو۔ جیسے معصومؑ کی حدیث میں بھی ہے:

الدنيا مزرعة الآخرة

دنیاآخرت کی کھیتی ہے۔

۲: دنیاکے مطابق زندگی

بعض لوگ صرف دنیاکے ہو کر رہ جاتے ہیں اپنی زندگی کا مقصداور ہم و غم صرف اسی دنیاکی لذتوں کو سمجھتے ہیں،اس طرح ان کی زندگی فضول اور بے مقصد ہو جاتی ہے۔ان کی زندگی میں سکون نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی کیونکہ سکون صرف الہی زندگی میں ہے۔ جیسا کہ خداوندعالم ایسے لوگوں کے بارے میں ارشادفرماتاہے:

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ ۖ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ[2]

یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے آخرت کے بدلے میں دنیاوی زندگی خرید لی ہے پس ان کے عذاب میں کوئی تخفیف نہ ہوگی اور نہ ہی ان کی مدد کی جائے گی۔

بحث پنجم: رہنما کی ضرورت اور اہمیت

ضرورت راہنمایک امر فطری و عقلی است اگر در قرآن بہ آن اشارہ شدہ است از باب ارشاد وراہنمائی است چنانچہ آمدہ:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيراً[3]

---

[1] سورہ نحل آیہ،۹۷۔

[2] سورہ بقرہ،آیہ،۸۶۔

[3] سورہ احزاب،آیہ،۲۱۔

بتحقیق تمہارے لیے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ ہے، ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور روز آخرت کی امید رکھتا ہو اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہو۔

اور جیسا کہ خدا قرآن میں ارشاد فرماتا ہے:

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِنْ رَبِّهِ ۗ إِنَّمَا أَنْتَ مُنْذِرٌ ۖ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ[1]

اور جنہوں نے کفر اختیار کیا ہے وہ کہتے ہیں: اس شخص پر اپنے رب کی طرف سے کوئی نشانی نازل کیوں نہیں ہوتی؟ آپ تو محض تنبیہ کرنے والے ہیں اور ہر قوم کا ایک رہنما ہوا کرتا ہے۔

محمد و آل محمد الصلوٰۃ والسلام کی سیرت ایک جامع سیرت ہے۔ جس میں کہیں شجاعت کے نمونے ہیں کہیں علم کے، کہیں سخاوت کے، کہیں ایثار کے، کہیں حکمت کے اور کہیں علم و معرفت کے کارنامے نظر آتے ہیں۔ کائنات میں دینی رہبری کی سیرت سے مراد چودہ معصومین علیہم السلام کی سیرت ہے۔[2] پس معاشرے کے راہنما کے لیے ضروری ہے کہ اگر کوئی شخص کسی ادارے یا معاشرے کی ذمہ داری اٹھائے تو آئمہ و معصومین اور جناب سیدہ زاہرا سلام اللہ علیہا کی سیرت کو مشعل راہ بنائے۔

معاشرے کو ایسے راہنما کی ضرورت ہے جو سخت سے سخت منزلوں کو طے کرے آزمائش کی کڑیوں کو جھیلتے ہوئے، مشکلات کے گھاٹیوں اور راستے کی ناہمواریوں کو روندتے ہوئے، کامیابی کی سب سے اونچی چوٹی پر کھڑے ہو کر دنیا والوں کو آواز دے "آو اور میرے نقش قدم پر چل کر سچائی، حقانیت اور صبر واستقلال کی اس معراج کو حاصل کرو"

حضرت علی علیہ السلام انسانی معاشرے میں صالح راہنما اور قیادت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

انه لابدللناس من امیر بر او فاجر یعمل فی امرته المومن ویستمتع فیها الکافر ویبلغ ا:لله فیها الاجل ویجمع به الفی ء ویقاتل به

---

[1]۔ سورہ رعد آیہ ۷

[2]۔ راہنمایان اسلام،

العدو وتامن به السبل ويؤخذبه للضعيف من القوى حتى يستريح بر ويستراح من فاجر[1]

انسانوں کے لیے ایک حاکم کا ہونا بہر حال ضروری ہے چاہے نیک کردار ہو یا فاسق کہ حکومت کے زیر سایہ ہی مومن کو کام کرنے کا موقع مل سکتا ہے اور کافر بھی مزے اڑا سکتا ہے اور اللہ ہر چیز کو اس کی آخری حد تک پہنچا دیتا ہے اور مال غنیمت و خراج وغیرہ جمع کیا جاتا ہے اور دشمنوں سے جنگ کی جاتی ہے اور راستوں کو محفوظ کیا جاتا ہے، طاقتور سے کمزور کا حق لیا جاتا ہے تا کہ نیک کردار انسان کو راحت ملے اور بد کردار انسان سے آسائش میں ہوں۔

صالح اور نیک قیادت کے سائے میں نیک لوگ اپنی ذمہ داریاں احسن طریقے سے پوری کرتے ہیں اور فاجر اور فاسق قیادت میں شقی اور بدبخت لوگ استفادہ کرتے ہیں۔

مذکورہ بالا مطالب سے واضح ہو جاتا ہے کہ انسانی معاشرہ میں رہبری اور قیادت ایک ضروری امر ہے اگر ایک صالح اور ظلم و ستم سے پاکیزہ قیادت میسر نہ ہو تو یقینا ایک فاسد حکومت قائم ہو جائے گی جس طرح کہ خود خوارج نے امام علی علیہ السلام کی قیادت اور رہبری کو ٹھکرایا اور ذوالثدیہ کی حکمرانی کے چنگل میں پھنس کر برحق امام کے خلاف شورش کر دی اور بعد میں بھی کسی رہبر اور حکمران کے بغیر نہ رہ سکے جو قیادت اور رہبری کی اہمیت کی روشن مثال ہے۔

باب دوم: راہنما کے لیے قرآنی اسلوبِ زندگی

راہنما ایسا شخص جس کی طرف تمام لوگوں کی نظر ہوتی ہے۔ اس لیے راہنما کو چاہیے کہ وہ اس طرح زندگی گزارے کہ لوگوں کے لیے نمونہ ہو"۔ جیسا کہ خدا قرآن میں واضح طور پر ارشاد فرماتا ہے۔

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ[2]

[1]۔ محمد حسین شریف، رضی، (مترجم: مفتی جعفر حسین) نہج البلاغہ، (اسلام آباد: محمد علی فاونڈیشن، چ: اول، ۲۰۱۲ء) ص ۱۳۰۔
[2]: سورہ جمعہ، آیہ ۲۔

وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں اس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاکیزہ کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے جب کہ اس سے پہلے یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے۔

اس آیہ شریفہ میں کتاب کی تعلیم سے مراد احکام شریعت، حلال اور حرام کی تعلیم ہے۔ حکمت کی تعلیم سے مراد حقائق تک رسائی حاصل کرنا ہے۔ حقائق تک رسائی نہ ہونے کی صورت میں انسان ایک موہوم چیز کے پیچھے اپنی زندگی ضائع کر دیتا ہے۔ زندگی ایک سراب کی مانند ہو جاتی ہے اور انبیاءؑ، معصومینؑ اور جو بھی ہدایت کی ذمہ داری کا کام لیے ہوئے ہے ان کا کام لوگوں کو سراب سے نکالنا ہے۔[1] جس طرح انبیاء کرامؑ، آئمہ معصومینؑ ہیں۔ ان کی زندگی ایسی ہے جو آج تک تمام انسانوں کے لیے نمونہ عمل ہے۔ پیغمبر ﷺ اسی لیے آئے ہیں کہ علم و دانش کے سلسلے میں اور اخلاق و عمل کے بارے میں بھی انسان کی تربیت کریں تاکہ انسان ان کے زریعے آسمانی سعادت کی بلندی پر پرواز کریں اور خدائی راستے کو اختیار کر کے اس کے مقام قرب کو حاصل کریں۔[2] ایک راہنما میں مندرجہ ذیل خصوصیات پائی جانی چاہیے تاکہ وہ قرآنی اسلوب زندگی کو معاشرے میں لاگو کر سکے۔

۱۔ تقوی

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ[3]

اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈرو تو وہ تمہیں (حق و باطل میں) تمیز کرنے کی طاقت عطا کرے گا اور تمہارے گناہوں کو مٹا دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

وہ لوگ جو دنیا کی ظاہری شان و شوکت اور زیبائی میں گرفتار ہوتے ہیں جلد دھوکے کا شکار ہو جاتے ہیں اور حق و عدالت کی راہ سے ان کے منحرف ہونے کا امکان بھی بہت زیادہ ہوتا ہے۔ دنیا کی ظاہری

---

[1] محسن علی نجفی، الکوثر فی تفسیر القرآن، (ناشر، لاہور: مصباح القرآن ٹرسٹ، ۲۰۱۴ء) ج۹، ص۱۶۶۔

[2] آیت اللہ العظمی ناصر مکارم شیرازی، (مترجم، مولانا سید صفدر حسین نجفی) تفسیر نمونہ، (ناشر، لاہور: مصباح القرآن ٹرسٹ) ج۱۳، ص۵۸۶۔

[3] سورہ انفال، آیہ، ۲۹۔

شان و شوکت میں گرفتار یہ لوگ کبھی تو طمع اور لالچ کے زریعے اور کبھی دھمکی کے زریعے اپنی اصل راہ سے منحرف ہو جاتے ہیں۔ راہنما کے لیے ضروری ہے کہ اس دنیا کی آسائشوں اور نعمتوں کے مقابلے میں اسیر بننے کے بجائے امیر اور فرمانروا ہو۔ راہنما کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس مادی دنیا کی ہر قید و بند سے، نفسانی خواہشات سے، مقام و درجہ، مال و دولت اور لالچ کی قیود سے آزاد و بے نیاز ہو، تاکہ اسے نہ تو فریب دیا جاسکے، نہ مغلوب کیا جاسکے اور نہ ہی اسے سازش کے زریعے شکست دی جاسکے۔

۲۔ علم و بصیرت

ایک راہنما کے لیے علم و بصیرت شرط ہے اور اسلامی تعلیمات میں اس کو ایک اصل کے طور پر قبول کیا گیا ہے اور مختلف مقامات پر اس بات کی طرف اشارہ بھی کیا گیا ہے کہ حکومتی امور ان اشخاص کے ذمہ لگائے جائیں جو ان کی اہلیت اور قابلیت رکھتے ہوں، اصول کافی میں مرحوم کلینی، شیخ صدوق اور شیخ طوسی نے عمر بن حنظلہ کے ذریعے امام صادق علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ جس میں امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

> مَنْ كانَ مِنكُمْ مِمَّنْ قَدْ رَوَى حَديثَنا ونَظَرَ فى حَلالِنا وَحَرامِنا وعَرَفَ اَحْكامَنا فَلْيَرْضَوا بِهِ حَكَماً فَاِنّى قد جَعَلتُهُ عَلَيْكُم حاكماً[1]
>
> جو شخص تم میں سے ہماری حدیث کو بیان کرتا ہو اور ہمارے حلال و حرام میں صاحب نظر اور توجہ کرتا ہو اور ہمارے احکام کو جانتا ہو تو اس کو اپنا حاکم قرار دینا بتحقیق میں نے اسے تم پر حاکم قرار دیا ہے۔

کیونکہ ملکی سرمایہ کو اصراف سے بچانے کا ایک راستہ یہی ہے کہ حکومتی عہدے انہیں کے سپرد کیے جائیں جو اس کا عالم اور ماہر ہو ورنہ انجان وزیر حد سے زیادہ امکانات کو استعمال کرے گا اور اس کا نتیجہ بھی کیفیت اور کمیت کے لحاظ سے بہت ضعیف ہوگا ایک وزیر صنعت و تجارت اور دوسرے شعبوں میں اپنے قیمتی تجربات کے ذریعے بہت سی ملکی مشکلات کو حل کر سکتا ہے اور ضروری ہے کہ کسی کو

[1] ۔ محمد بن یعقوب، کلینی، (مترجم، سید مهدی الهی)، اصول کافی، تهران: انتشارات جهان آرا۔ دار الکتب، چ: دوم، ۱۳۸۷ء، ج ۳، ص ۱۵۳۔

ایک عہدے کے لیے منتخب کرنے سے پہلے اس کے سابقہ کار کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کا امتحان کیا جائے کہ وہ کتنا تجربہ رکھتا ہے۔

۳۔احساس ذمہ داری

أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ O وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ [1]

کیا اس نے آپ کو یتیم نہیں پایا پھر پناہ دی؟اور اس نے آپ کو گمنام پایا تو راستہ دکھایا۔

ایک خدائی اور انسانی رہبر کو زندگی کی تلخیوں کو چکھنا، پریشانیوں کو ذاتی طور پر لمس کرنا، اور اپنے سارے وجود کے ساتھ تلخیوں کا احساس کرنا چاہیے تاکہ معاشرے کے مرحوم طبقات کی صحیح طور پر قدر کر سکے اور ایسے لوگوں کے حالات سے جو مصائب وآلام میں مبتلا ہے باخبر ہو سکے۔
جیسا کہ خداوند عالم نے اپنے رسول ﷺ کے بارے میں قرآن میں ارشاد فرمایا" پھر بچپن میں ہی باپ کی شفقت سے محروم ہو جائے، تاکہ اپنے یتیم بچوں کی مصیبت سے باخبر رہے، دن اس کے بھوک میں گزریں، اور راتوں کو بھوکا سوئے تاکہ بھوکوں کے درد اور تکلیف کو اپنے سارے وجود کے ساتھ محسوس کرے۔یہی وجہ ہے کہ جب آپ کسی یتیم کو دیکھتے تھے تو آپ کے آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے تھے۔اسے اپنے گود میں بٹھاتے تھے، اس پر نوازش و شفقت کرتے تھے، اور اپنے جان شیریں کی طرح اپنی آغوش میں لے لیتے تھے۔

۴۔خدا پر توکل

إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ۚ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ [2]

میں تو حسب استطاعت فقط اصلاح کرنا چاہتا ہوں اور مجھے صرف اللہ ہی سے توفیق ملتی ہے، اسی پر میرا توکل ہے اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

---

[1] ۔الضحی ۷،٦

[2] ۔سورہ ہود، آیہ ،۸۸۔

یہ آیہ شریفہ جناب شعیب کے ماجرے کی طرف اشارہ ہے وہ ماجرہ یہ ہے کہ " مدین جو قوم شعیب کا مرکز تھا اور قوم لوط کے علاقے کے ساتھ تھا۔ قوم لوط میں جنسی انحرافات تھے اور قوم شعیب میں اقتصادی انحرافات زیادہ تھے لیکن دونوں معاشرے میں فساد پیدا کرنے، اجتماعی نظام خراب کرنے، اخلاقی فضائل کو نابود کرنے اور برائی پھیلانے میں ایک دوسرے سے مشابہت رکھتے تھے " اس طرح کے سخت سے سخت حالات میں آپ نے خدا پہ توکل کیا اور معاشرے سے تمام برائیوں کو ختم کرنے کے لیے حتیٰ المقدور کوشش کی اور اپنے فرائض کو انجام دیا۔ لہذا ہر فرد اور معاشرے کی اصلاح انبیاء کرامؑ اور صالح مومنین کے وظائف میں سے ہے اور یہ کام جب تک خدا پہ توکل نہ ہو ممکن نہیں ہے۔ پس راہنما کے لیے ضروری ہیں کہ وہ خدا پہ توکل کرنے والا ہو تا کہ معاشرے اور افراد کی راہنمائی کرنے میں کامیاب ہو۔

چنانچہ توکل کے متعلق روایات بھی ہے۔ جیسے کہ پیغمبر ﷺ نے توکل کی تفسیر کے متعلق حضرت جبرائیل سے سوال کیا۔ جبرائیل نے عرض کیا توکل کا معنی یہ ہے کہ انسان خدا پہ یقین کرے۔ یعنی فائدہ اور نقصان، بخشش اور عذاب دینا یہ تمام افعال لوگوں کے ہاتھوں میں نہیں اور لوگوں سے امید نہ رکھے۔ اگر انسان معرفت کے اس درجے تک پہنچ جائے کہ کوئی کام خدا کے علاوہ کسی کے لیے نہ کرے، کسی پہ امید نہ رکھے یہی توکل ہے خدا پر۔ پس ضروری ہے کہ راہنما میں توکل ہو تا کہ لوگوں پہ امید رکھے بغیر معاشرے کی اصلاح کر سکے۔ جب کوئی اپنے علم و عمل کے ساتھ مندرجہ بالا خصوصیات رکھتا ہو تو وہ معاشرے کی تربیت میں "نمونہ عمل" بن سکے گا اور قرآنی اسلوب زندگی کو لاگو کر کے دوسروں کو ان اسلوب کو اپنانے کا شوق دلا سکتا ہے۔

۵۔ اسوہ و نمونہ عمل:

ہر انسان کے لیے ایک آئیڈیل ہونا ضروری ہے یہ بات قرآن اور روایات سے واضح ہے جو انسان اپنا نمونہ کسی کو نہیں بناتا وہ کسی بھی صورت میں کمال تک نہیں پہنچ سکتا یا نمونہ ہوتا ہے لیکن وہ صحیح نہیں ہوتا تب بھی انسان کمال تک نہیں پہنچ سکتا لہذا ہر انسان کے لیے ضروری ہے کہ ایک ایسا آئیڈیل ہو جو ہر لحاظ سے کامل ہو اور ایسی ذات صرف اور صرف حضرت محمد ﷺ کی ہے جیسے، خود رسول خداؐ کے بارے میں خدا ارشاد فرماتا ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا [1]

بتحقیق تمہارے لیے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ ہے، ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور روز آخرت کی امید رکھتا ہو اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہو۔

امام حسینؑ اپنی شیر دل بہن حضرت زینب سلام اللہ علیہا کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

اِن لِی ولکِ ولکل مومن و مومنه اسوة بمحمد ﷺ

بے شک میرے، تمہارے اور سب مومن مردوں اور عورتوں کے لیے پیغمبر ﷺ کی ذات اقدس ایک مکمل نمونہ، اسوہ اور مکمل معیار زندگی ہے۔ [2]

پس جو شخص بھی بغیر اسوہ حسنہ کے سیرت طیبہ کو طلب کرتا ہے وہ چاہے جتنی بھی کوشش کیون نہ کر لے پھر بھی کسی مقام تک نہیں پہنچ سکتا کیونکہ آئیڈیل اور نمونہ عمل کا انتخاب کئے بغیر کمال تک پہنچنا اور ترقی کی امید رکھنا بڑے دور کی گمراہی ہے۔ انسان جو ہمیشہ مضطرب اور پریشان ہے، راہ کو چاہ سے تشخیص دینے کے لیے ایک ایسے راہنما اور آئیڈیل کی تلاش میں رہتا ہے جو اسے اس مشکل سے نجات دلائے۔ [3]

راہنما کی ذمہ داریاں

۱۔ **عدل وانصاف کا قیام:** عدالت ایک ایسی چیز ہے جو خدا کو پسند ہے۔ حضرت علیؑ عدل کے قیام کو راہنما کے آنکھوں کی ٹھنڈک سے تعبیر کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ:

ان افضل قرة العین الولاة استقامة العدل فی البلاد [4]

تحقیق والوں کی حق میں بہترین آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان یہ ہے کہ ملک بھر میں عدل وانصاف کا قیام کرے۔

---

[1]۔ سورہ احزاب، ۲۱۔

[2]۔ ابو محمد احمد بن اعثم کوفی، الفتوح، ناشر، بیروت: دار الندوہ جدیدہ، ج۵، ص۱۵۰۔

[3]۔ (qazi5@yahoo.com) ۔ قاضی فیاض حسین علوی

[4]۔ محمد حسین شریف، رضی، (مترجم: مفتی جعفر حسین) نہج البلاغہ، (اسلام آباد: محمد علی فاونڈیشن، چ: اول، ۲۰۱۲ء) ص۵۸۵۔

البتہ راہنما اور حکمران کا اولین فریضہ بھی ہے تاکہ ظلم و ستم سے نجات پاتے ہوئے عوام اور لوگوں تک ان کے حقوق پہنچائے۔

۲۔ مشورہ: انسانی معاشروں میں مشورت اور دوسروں کے تجربات اور افکار سے استفادہ کرنا ایک بنیادی حیثیت کی حامل چیز ہے اسی وجہ سے آج دنیا میں ہر حکمران کے ہر طبقے میں کوئی نہ کوئی مشیر ہوتا ہے اسلامی تعلیمات میں بھی مشورت کو بہت اہمیت حاصل ہے خود رسول خدا ﷺ کی زندگی بھی اس پر گواہ ہے کہ آپ ﷺ مختلف جنگوں میں اصحاب سے مشورہ لینا پیغمبر ﷺ اپنے لیے ضروری سمجھتے تھے۔

۳۔ اچھے ساتھیوں کا انتخاب: راہنما کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے آس پاس بیٹھے لوگوں پر توجہ رکھے کیونکہ بسا اوقات راہنما کی ناکامی کا سبب یہی ہوتا ہے کیونکہ معاشرے میں اچھے برے ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں، اور یہی لوگ راہنما کی بدنامی کا سبب بھی بنتے ہے۔

پس راہنما کے لیے ضروری ہے کہ ان چیزوں کا خیال رکھے تاکہ معاشرے کی بہتر طریقے سے اصلاح کر سکے۔

نتیجہ :

اس مقالے میں جتنے بھی مطالب کو جمع کیا گیا ان سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ "قرآنی اسلوب" کو اپنا کر کامیاب راہنما بنا جا سکتا ہے اور معاشرے کی اصلاح بھی کی جا سکتی ہے۔ لہذا اگر موجودہ دور کے راہنما واقعا معاشرے کی ترقی و عروج چاہتے ہیں۔ اور عوام کے لیے بھی اچھی زندگی اور سعادت ابدی کے چاہتے ہیں تو قرآنی خصوصیات جیسے تقوی، علم و بصیرت شجاعت و بہادری، احساس ذمہ داری و۔۔۔ جیسی صفات اپنے اندر پیدا کر کے معاشرے میں ان چیزوں کو عام کریں۔ تاکہ مسلمان کامیاب ہو جائیں۔

منابع :

۱. قرآن مجید

۲. امام غزالی، ترجمہ محمد صدیق ہزاروی، ناشر، پروگریسو بکس

۳. آیت اللہ العظمیٰ ناصر مکارم شیرازی، (مترجم، مولانا سید صفدر حسین نجفی) تفسیر نمونہ، لاہور: مصباح القرآن ٹرسٹ

۴. تبریزي، حسن مصطفوي، التحقیق في کلمات القرآن الکریم، تهران: مرکز الکتاب للترجمة والنشر، ۱۴۰۲
۵ء حسین بن محمد راغب اصفهانی، ترجمہ و تحقیق مفردات الفاظ قرآن، تهران، چاپ: دوم، ۱۳۷۴ش
٦. حیدر عباس عابدی، مقالہ: تربیت کا اثر، ویب صفحات، الحسنین ڈاٹ کام، site:shiastudies.net
(پایگاہ تخصصی مقالات)
۷. سید علی نقوی، راہنمایان اسلام، ناشر، لاہور: اعظم پریس، ۲۰۱۳ء،
۸. عبداللہ جوادی آملی، جامعہ در قرآن، قم: مرکز نشر اسراء، چ: سوم ۱۳۸۹ھ ش
۹ء علی بن محمد لیثی واسطی، عیون الحکم والمواعظ، قم: دار الحدیث، چاپ: اول، ۱۳۷٦ش
۱۰. فؤاد افرام بستانی، فرهنگ ابجدی، (مترجم: رضا مهیار)، تهران: انتشارات اسلامی، بی تا
۱۱. محسن علی نجفی، الکوثر فی تفسیر القرآن، لاہور: مصباح القرآن ٹرسٹ، ۲۰۱۴ء
۱۲. محسن قرائتی، (مترجم: مجیب الحسن نقوی)، تفسیر نور، لاہور: مصباح القرآن ٹرسٹ، ۲۰۱۵ء
۱۳. محمد بن حسین شریف الرضي، نهج البلاغۃ (للصبحي صالح)، (قم: هجرت، چاپ: اول، ۱۴۱۴ق،)
۱۴ء محمد باقر مجلسی، بحار الأنوار، بیروت: دار إحياء التراث العربي، چاپ: دوم، ۱۴۰۳ق
۱۵. محمد بن عیسی ترمذی (مترجم: بدیع الزمان)، سنن ترمذی، لاہور: اسلامی کتب خانہ، بی تا
۱٦. محمد بن محمد شعیري، جامع الأخبار، نجف: مطبعة حیدریة، چاپ: اول، بی تا
۱۷ء محمد بن مسعود عیاشی، تفسیر العیّاشي، تهران: المطبعة العلمیة، چاپ: اول، ۱۳۸۰ق
۱۸. محمد بن یعقوب، کلینی، (مترجم، سید مهدی اللهی)، اصول کافی، تهران: انتشارات جهان آرا۔ دار الکتب، چ: دوم، ۱۳۸۷ء
۱۹. مرتضٰی مطهری، تاریخ اور معاشرہ، لاہور: شہید مطہری فاونڈیشن، بی تا،
۲۰. مقبول بیگ بدخشانی، : فیروز لغات، لاہور فیروز سنز پرائیویٹ لیمیٹڈ
۲۱. علوی: قاضی فیاض حسین (qazi5@yahoo.com)۔
۲۲. مکارم شیرازی: ناصر مکارم شیرازی، اصول عقائد (لاہور: ادارہ منہاج الصالحین، ۲۰۱۵)۔
۲۳. ابو محمد احمد بن اعثم کوفی، الفتوح (ناشر، بیروت، دار الندوہ)۔
۲۴. نعمان بن محمد مغربی، شرح الأخبار في فضائل الائمة الأطهار علیهم السلام، قم: جامعه مدرسین، چاپ: اول، ۱۴۰۹ق